Lesson 1: Ale Imraan (Ayaat 1 - 13): Day 126 سُوۡرَۃُ آلِ عِمۡرَان کی تفسیر

ہر کام کی برکت اللہ کے نام سے ہے۔ ہر کام کے آغاز میں بسم اللہ پڑھنا سنّت تو ہے اور برکت بھی لیکن اصل میں یہ بندۂ مومن کے دل کی کہانی ہے۔ ہر چیز پر اللہ کا نام ہے جب اللہ کے کلام کا ذِکر ہو تو پھر اللہ کا نام پڑھنا بھی لازم ہے۔ بہت شعور سے اللہ کا نام پڑھیں اور محسوس کریں۔ جب کوئی چیز عادت بن جاتی ہے تو ہم بغیر سوچے سمجھے وہ کام کرتے ہیں۔

یہ سورت حروفِ مقطعات سے شروع ہوتی ہے۔ یہ وہ حروف ہیں جو چھ سورتوں کے آغاز میں آتے ہیں اور نبی کریمؐ نے ان کو توڑ توڑ کر پڑھنے یعنی الگ الگ پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ سورۃ البقرہ کے بعد اَب سورۃ آلِ عمران میں بھی یہ حروف آتے ہیں۔ سورۃ العنکبوت۔ روم۔ لقمان۔ الم سجدہ۔ کے آغاز میں یہ حروف آتے ہیں۔ عربوں کو اپنی زباندانی پر بڑا ناز تھا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ حروف قرآن میں دے کر عربوں کو بے بس کر دیا۔ آؤ اس کتاب کا مقابلہ کر کے دکھاؤ۔ قرآن میں بارہا سب کو چیلنج کیا گیا ہے کہ اس جیسا کوئی کلام نہیں ہے۔ اور عجم تو ایک طرف کوئی عرب بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

یہاں آیت 1 سے 6 تک اللہ کا تعارف ہے۔ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

الٓمّٓ ﴿١﴾ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الۡحَىُّ الۡقَيُّوۡمُ ؕ﴿٢﴾ الم (۱) اللہ تعالیٰ ایسے ہیں کہ ان کے سوا کوئی (قابل) معبود (بنانے کے) نہیں وہ زندہ جاوید ہیں سب چیزوں کے سنبھالنے والے ہیں۔

بالکل آیت الکرسی والا انداز ہے۔ نبی کریمؐ کی احادیث کی روشنی میں اسمِ اعظم ان تین آیات میں ہے۔ جیسے لیلۃ القدر کو بھی آخری عشرے کی طاق راتوں میں ڈھونڈنے کی کوشش کرو۔

اسی طرح احادیثؐ کے مطابق اسمِ اعظم پڑھ کر دُعا کی جائے تو قبول ہوتی ہے۔

آیت الکرسی، سورۃ آلِ عمران کی یہ والی آیت اور سورۃ طٰہٰ کی آیت 111 کو اگر دیکھا جائے تو سب میں الحیّ القیّوم مشترک ہے۔ اس لئے بہت سارے علماء کرام کا خیال ہے کہ اس میں اسمِ اعظم ہے۔

نبی کریمؐ جب کسی مشکل میں ہوتے تو یہ دعا کرتے؛

يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ ۔ اے زندہ اور قائم رہنے والے میں تیری رحمت کا طلب گار ہوں۔

ایک بندے کو ربّ کے آگے جھکنے کا حکم دیا جارہا ہے۔ اللہ ہی کو سب کچھ سمجھیں۔ اب اللہ کے ربّ ہونے کے دلائل دئے جارہے ہیں۔ عبودیت کے جذبوں کو کسی اور میں ڈھونڈنا شرک ہے۔ کسی اور سے اُمیدیں لگالینا۔ ہمیں سب کچھ اللہ سے ہی مانگنا ہے۔ اپنی سب کچھ اُسی کو سمجھنا ہے۔

نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ﴿٣﴾

اس (اللہ تعالیٰ) نے آپ کے پاس قرآن بھیجا ہے واقعیت کے ساتھ اس کیفیت سے کہ وہ تصدیق کرتا ہے ان (آسمانی) کتابوں کی جو اس سے پہلے نازل ہو چکی ہیں اور (اسی طرح بھیجا تھا) توریت اور انجیل کو۔

اللہ کا کلام زندہ ہے۔ آج بھی یہ کتاب حق کے ساتھ بات کرتی دکھائی دیتی ہے۔ ہزاروں لوگ یہی کہتے نظر آتے ہیں کہ یوں لگتا ہے کہ قران ہم سے بات کررہا ہے۔ یہ کتاب زندہ ہے۔ یہ کتاب قائم ہے تھام لیتی ہے۔ اگر آپ دُکھی ہیں۔ کسی نے ٹھکرادیا ہے۔ کسی نے آپ کو تکلیف دی ہے تو اس کتاب کو تھام لیں یہ آپ کو سہارا دیتی ہے۔ اس کتاب کو اپنی خوشیوں میں تھام لیں یہ غم میں آپ کو

سہارادے گی۔ یہ کتاب آپ کو ٹوٹنے نہیں دیتی۔ یہ کتاب (قرآن پاک) بہترین دوست ہے۔ یہ کتاب آپ کو اکیلا نہیں چھوڑتی۔ یہ کتاب پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے۔ تورات اور انجیل کی درست باتوں کی تصدیق کرتی ہے۔ قرآن پاک نے تورات اور انجیل کی اصل باتوں کو محفوظ کرلیا ہے۔ تورات اور انجیل اپنے دور میں صحیح اور اصل نازل ہوئی تھیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ لوگوں نے اُس میں تبدیلیاں کر دیں۔

اللہ سبحان و تعالیٰ نے جب بھی کوئی کتاب نازل کی وہ بالکل صحیح اور اصل حالت میں تھی یعنی جیسے PDF فائل۔ ایسی فائل جس کو آپ کمپیوٹر کی زبان میں کہہ لیں کہ جس کو تبدیل نہ کیا جا سکے۔

اللہ کی طرف سے جب کوئی کتاب نازل ہوتی ہے تو وہ تبدیل نہیں ہو سکتی۔ لوگوں کو چاہئے یہ تھا کہ وہ اُن سے فائدہ اُٹھاتے اور اُن کی اصل حالت میں محفوظ رکھتے۔ لیکن یہود کے علماء ذہین لوگ تھے۔ جیسے کچھ کمپیوٹر کے ماہر PDF میں بھی تبدیلی کر لیتے ہیں۔ انہوں نے اللہ کی کتاب کو بدلنا شروع کر دیا۔ اصل کاپی کے مقابلے میں نقلی کتاب لوگوں تک پہنچ گئی۔ اس طرح نقلی کتاب عام ہو گئی۔

اللہ نے وہ کتاب ہی ختم کر دی اور اُس کی جگہ نئی کتاب بھیج دی۔ وہ کتابیں صرف اُس وقت تک کے لئے تھیں۔

ۗ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ شَدِيْدٌ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۗ ﴿۴﴾ اس کے قبل لوگوں کی ہدایت کے واسطے اور اللہ تعالیٰ نے بھیجے معجزات بے شک جو لوگ منکر ہیں اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے ان کے لیے سزائے سخت ہے اور اللہ تعالیٰ غلبہ (اور قدرت) والے ہیں بدلہ لینے والے ہیں۔

تورات اور انجیل اللہ کی طرف سے نازل ہوئی تھیں۔ لوگوں نے اُن میں تبدیلیاں کر دی تھیں۔

جب کبھی پچھلی چیز کو ختم کر دیا جائے تو نئی چیز قبول نہیں ہوتی۔ جیسے پُرانے پاسپورٹ۔

کل تک تورات اور انجیل ٹھیک تھیں۔ لیکن تبدیلیوں کی وجہ سے اَب نہ پڑھیں گے نہ اُس پر عمل کرینگے۔ کیونکہ وہ اَب منسوخ ہو چکی ہیں۔

تورات لفظ وری سے ہے۔ پتھر کو دوسرے پر رگڑنا۔ رگڑ یا چنگاری سے روشنی پیدا ہوتی ہے۔ تورات کا معنی روشنی ہے۔ یہ ایک قانون کی کتاب تھی۔ تورات کی بارہ کاپیاں کروائی گئیں اور بارہ قبیلوں کو دی دے گئیں۔ ہر قبیلے کے پاس اُن کی کاپی تھی۔ 586 قبل مسیح میں بخت نصر نامی ایک بادشاہ نے بیت المقدس پر حملہ کیا۔ ہیکلِ سلیمانی کو تباہ کر دیا۔ تورات اُس کے اندر کہیں دَب گئی۔ اور یہودیوں کو غلام بنا کر ساتھ لے گیا۔ پھر ہم پیچھے پڑھ چکے ہیں کہ حضرت عزیرؑ کے حافظے سے دوبارہ تورات لکھی گئی۔ وقت کے ساتھ ساتھ اصل کتاب ختم ہو گئی۔ کسی کو یہ تک معلوم نہیں کہ اصل تورات کس زبان میں نازل ہوئی تھی۔ آج کی تورات میں تین چیزیں ہیں یہود کی تاریخ جو ہم قرآن میں کافی تفصیل سے پڑھتے ہیں۔ دوسرا موسیٰؑ کی سیرت کا حصّہ ہے۔ اور تیسری چیز تورات میں کچھ اصل آیات ہیں۔ آج بھی تورات میں اولڈ ٹیسٹامینٹ کے نام سے تورات کا کچھ اصل حصّہ موجود ہے۔

یاد رہے کہ کچھ اصل حصّہ موجود ہو گا تو ہی تورات کہیں گے ورنہ تو پھر کسی ادیب کی عام کتاب ہو گی۔ اصل بہت کم ہے۔ چوتھی چیز تورات میں تحریف شدہ آیات۔ یعنی یہود علماء کی اپنی لکھی ہوئی چیزیں۔

ہمیں تورات پڑھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ تورات کی اصل آیات سب قرآن میں موجود ہیں۔ مثال یہود کی تاریخ، موسیٰؑ کی سیرت، احکام۔

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تورات کا ایک نسخہ لیکر آئے اور حضورؐ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ! یہ تورات کا نسخہ ہے۔ حضورؐ خاموش رہے، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو پڑھنا شروع کیا اور (غصہ کی وجہ سے) رسولؐ اللہ... کا چہرہ متغیر ہو رہا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضورؐ کے چہرہ کی طرف دیکھا اور کہا: میں اللہ اور اس کے رسولؐ کے غصہ سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ ہم اللہ کو رب ماننے پر اور اسلام کو دین تسلیم کرنے پر اور محمد ﷺ کو نبی ماننے پر راضی و خوش ہیں۔ رسولؐ اللہ ... نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے اور تم ان کا اتباع کرو اور مجھے چھوڑ دو تو تم سیدھی راہ سے بھٹک جاؤ گے، اور اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے اور میری نبوت کا زمانہ پاتے تو میرا اتباع کرتے۔“

انجیل، ن ج ل۔ چوڑا یا وسیع۔ خوشخبری کے معنی ہیں۔

انجیل نام کی کوئی کتاب عیسیٰؑ پر نازل نہیں ہوئی۔ اس کتاب میں عیسیٰؑ کی زندگی کے آخری تین سال کی تفصیل درج ہے، عیسیٰؑ کی سیرت ہے۔ اقوالِ عیسیٰؑ ہیں۔ کچھ حصّہ اصل اللہ کا کلام ہے اور باقی سب تحریف شدہ باتیں ہیں۔ آج بھی چار انجیل ملتی ہیں۔ متیٰ۔ لوقا۔ یوحنا۔ مرقس

یہ چار عیسیٰؑ کے حواری تھے۔ ایک انجیل ایسی ہے جس کو انجیل برنواز کہتے ہیں۔ وہ عیسیٰؑ کے ایک حواری نے لکھی تھی۔ اِس وقت اُس پر پابندی لگ چکی ہے۔

جونہی عیسیٰؑ کو آسمان پر اُٹھایا گیا تھا وہ برنواز حواری نے اُس وقت لکھی تھی۔ وہ صحیح کتاب تھی۔

وہ بارہ حواریوں نے مل کر لکھی تھی۔ باقی چار کافی عرصے بعد لکھی گئی ہیں۔

قرآن واحد کتاب ہے جس میں 1400 سال گزرنے کے بعد بھی کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ کوئی زبر، زیر پیش تک نہیں بدلی۔ سب کچھ محفوظ ہے۔ یہ خالص اللہ کا کلام ہے۔

قرآن کا تورات، انجیل یا کسی اور کتاب سے موازنہ یا مقابلہ کرنا ممکن ہی نہیں ہے۔

اللہ کے نبی ﷺ کی ضعیف احادیث بھی آج کی تورات اور انجیل سے بہتر ہیں۔ اللہ کے نبیؐ کی احادیث کے سورس / ذریعے ہمیں ملتے ہیں۔ چار لاکھ لوگوں کے حالاتِ زندگی سامنے آتے ہیں۔ لیکن آج کی تورات اور انجیل کا تو کوئی Source بھی معلوم نہیں۔

آپ احادیثؐ کو جمع کرنے کا علم پڑھ کر دیکھیں تو حیران رہ جائیں گے کہ احادیثِ رسول ﷺ کو لکھتے وقت کس قدر احتیاط سے کام لیا گیا۔

نزّل یعنی تھوڑا تھوڑا کر کے نازل ہوا۔

انزل۔ ایک دم ایک ہی وقت میں نازل ہُوا۔ مثال قرآن لیلۃ القدر میں نازل ہُوا۔

قرآن لوحِ محفوظ سے آسمانِ دُنیا میں ایک دم آ گیا اور وہاں سے نبیؐ کے سینے تک آہستہ آہستہ نازل ہُوا۔ 23 سال میں نازل ہوا۔ نزولِ قرآن کے لئے دو طریقے اختیار کئے گئے۔

قران کا اصل نام قرآن ہے۔ باقی تقریباً تیس نام ہیں۔

اَلۡفُرۡقَانَ کے معنی ہیں حق اور باطل میں فرق کرنے والی کتاب۔

سورۃ انفال میں لفظ یوم الفرقان استعمال ہُوا ہے کہ یوم البدر حق اور باطل کے فرق کو ظاہر کرنے والا دن۔ غزوۂ بدر سے اسلام سچّا دین ثابت ہو گیا۔

ہمیں اس آیت 4 سے پتا چلا کہ پچھلے دین کے ذرائع کمزور ہیں۔ وہ اب مُستند نہیں رہے۔

اگر ہم نے اپنے بچوں اور بڑوں کو یہ دین سکھا دیا ہوتا تو آج ہمارہ معاشرہ سنورا ہُوا ہوتا۔